حرف آغاز

تعارف عالمی رابطہ ادب اسلامی، پاکستان

"ادب" کے لغوی معنی عادت، موروثی معیار، طرز عمل اور ایسے دستور العمل کے ہیں جو انسان اپنے آباء واجداد سے حاصل کرتا ہے، اس کے علاوہ یہ لفظ روحانی صفات حسنہ، حسن تربیت، شائستگی اور خوش خلقی کا مفہوم بھی رکھتا ہے، جبکہ اصطلاحی طور پر "ادب" ایک ایسے "ملکے" (Talent) سے عبارت ہے جو انسان کو کسی عیب دار فعل کے انجام دینے سے مانع ہو.

ابتداءً اسلامی تاریخ میں ادب کا لفظ اس مجموعی علم کے لیے استعمال ہوتا تھا جس سے کوئی شخص "شائستہ" اور مہذب بنتا تھا، یعنی جس سے متعلقہ فرد ثقافت دنیوی سے آراستہ ہوتا، چنانچہ اس عنوان کے تحت شعر، فن خطابت اور قدیم عربوں کی قبائلی اور تاریخی روایات سے متعلقہ علوم، مثلاً بلاغت، نحو، لغت اور عروض وغیرہ شامل سمجھے جاتے تھے۔ اس اعتبار سے مکمل ادیب وہ شخص تصور ہوتا تھا جو اشعار، ایام العرب اور عرب تہذیب و ثقافت کے شاعرانہ، تاریخی اور استنادی پہلوؤں سے واقفیت رکھتا تھا۔ اس تعریف کی رو سے الجاحظ، ابو حیان التوحیدی، التنوخی اور ابن المقفع جیسے لوگوں کو ادیب قرار دیا گیا.

عصر جدید میں ادب اور ادیب کے الفاظ میں مزید وسعت پیدا ہوئی اور ادب کو لٹریچر (Literature) کے مترادف قرار دیا گیا۔ یہاں تک تو غنیمت تھا، مگر بدقسمتی یہ ہوئی کہ "ادب" سے محض خیال آرائی اور افسانہ طرازی کو ہی مراد لیا جانے لگا

اور ہر ایسا شخص ادیب قرار پایا جس کا ذہن و فکر مذہبی حدود و قیود سے آزاد ہو اور جو ادب کو اپنی ذہنی یبوست اور قنوطیت پھیلانے کا ذریعہ سمجھتا ہو، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ادب کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ادب ادب ہے خواہ کسی مذہبی انسان کی زبان سے نکلے، کسی پیغمبرؑ کی زبان سے ادا ہو، کسی آسمانی صحیفے میں ہو۔ اس کی شرط یہ ہے کہ بات اس انداز سے کی جائے کہ دل پر اثر ہو۔ کہنے والا مطمئن ہو کہ میں نے بات اچھی طرح کہہ دی۔ سننے والا اس سے لطف اٹھائے اور اس کو قبول کرے"

(کاروان ادب، شمارہ اول، پیغام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، ص ۵)۔

اس اعتبار سے ادب عالی سے مراد وہ ادب ہے جو کسی آسمانی کتاب میں ہو، کسی پیغمبر کی زبان فیض ترجمان سے ادا ہو، یا کسی دینی مصلح کے افکار سے رشتہ رکھتا ہو اور "ہر چہ از دل خیزد بر دل ریزد" (دل سے نکلے اور دل پر اثر کرے) کا مصداق ہو۔

گو یہ بات ہوا کی مخالف سمت سفر کرنے سے زیادہ مشکل اور زیادہ مشقت خیز ہے، لیکن آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو نام نہاد ترقی پسندی، اباحیت اور مادر پدر آزادی کے خلاف اپنا چراغ جلائے بیٹھے ہیں۔ ایسے ہی سر فروش، درد مند اور زندہ رود اہل قلم کو جمع کرنے کے لیے عالم اسلام کے نامور مفکر مولانا ابوالحسن علی ندوی نے "عالمی رابطہ ادب اسلامی" کے نام سے ایک بین الاقوامی رابطہ تنظیم قائم کی ہے۔ یہ سفر ٢ ربیع الاول ١٤٠٥ھ / ١٩٨٤ء کے مبارک دن سے غار حرا (مکہ مکرمہ) کے زیر سایہ باقاعدہ "رابطہ ادب اسلامی العالمیہ" کی تشکیل کے لیے بلائی گئی عالمی کانفرنس کے بعد، جس میں دنیا بھر کے اہل قلم نے شرکت فرمائی، شروع ہوا۔ اس کے

لیے مندرجہ ذیل اصول اور لائحہ عمل طے ہوا:

۱۔ ادب اسلامی کا فروغ اور اس کے قدیم و جدید خط و خال کو نمایاں کرنا.

۲۔ قدیم ادب کے اسلامی اصولوں کی تدوین.

۳۔ جدید ادبی فنون خاص طور پر افسانہ ،ڈرامہ، ناول اور سوانحی ادب کے ادبی معیار کے لیے مفصل نظام کی ترتیب اور ان تمام فنون کو با مقصد اسلامی نہج کے تابع کرنا.

۴۔ تاریخ ادب اسلامی خاص طور پر اس کے نثری سرمایہ کی تاریخ کی تدوین جدید اور مؤرخین نے اس کے جن اعلیٰ نمونوں اور شاہکاروں کو نظر انداز کر دیا ہے ان کو نمایاں کرنا.

۵۔ قابل قدر اور دل کش ادبی تخلیقات اور نگارشات جو اسلامی ادبا کی جدوجہد کا نتیجہ ہیں ان کی جمع و تدوین اور انہیں مختلف مسلم اور غیر مسلم اقوام کی زبانوں میں منتقل کرنا.

۶۔ غیر اسلامی اور باطل ادبی تحریکات کا مقابلہ کرنا اور ان کے عیوب و نقائص اور خطرات سے دوسروں کو آگاہ کرنا.

۷۔ اسلامی تحریکات کی حمایت اور نصرت میں اس ادب کا حصہ اور کلمہ حق کے ذریعے مسلمانوں کا دفاع.

۸۔ اسلامی ادب کو عالمی معیار عطا کرنے کے لیے مختلف ممالک کے اسلامی ادبا سے گہرے روابط پیدا کرنا.

۹۔ اسلامی ادبا کے مادی اور معنوی حقوق کا دفاع اور ان کے ادبی کام میں

نشرواشاعت کے لیے وسائل مہیا کرنا.

عالمی رابطہ ادب اسلامی کی باقاعدہ تشکیل کے ساتھ اس کی مرکزی مجلس عاملہ منتخب ہوئی جو ۱۵ ارکان پر مشتمل تھی۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ، اس انجمن کے صدر منتخب ہوئے۔ مرکزی صدر دفتر ندوۃ العلماء لکھنؤ میں قائم کیا گیا۔ بعد ازاں اس کی ایک شاخ ریاض (سعودی عرب) میں قائم ہوئی جو مشرق وسطی کے ممالک میں مصروف عمل ہے، اسی طرح اردن، ترکی، بنگلہ دیش، ملائشیا اور کئی دوسرے اسلامی ملکوں میں اس کی تنظیمیں مصروف عمل ہیں.

پاکستان میں رابطہ کے کام کی ابتدا

پاکستان میں ادب عالی کی مستقل اہمیت کے پیش نظر ۱۹۹۵ء میں عالمی رابطہ ادب اسلامی کی مرکزی کونسل (لکھنؤ) نے پاکستان اور افغانستان پر مشتمل زون کے لیے یہاں اس کی شاخ کھولنے کا فیصلہ کیا، لیکن بعض مشکلات اور مسائل کی بنا پر مئی ۱۹۹۶ء سے قبل یہاں کام کی ابتدا نہ ہو سکی۔ ۷ مئی ۱۹۹۶ء کو اس کا پہلا اجلاس ایوان اساتذہ اوری اینٹل کالج لاہور میں منعقد ہوا، جس میں فیصلہ کیا گیا کہ پاکستان میں مستقل بنیادوں پر کام شروع کر دیا جائے.

اسی اجلاس میں ڈاکٹر ظہور احمد اظہر کو صدر، ڈاکٹر تحسین فراقی کو نائب صدر اور ڈاکٹر محمود الحسن عارف کو سیکرٹری جنرل منتخب کر لیا گیا۔ بعد کے ایک اجلاس میں حافظ فضل الرحیم (ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور) کو سینیئر نائب صدر، جاوید طفیل کو فنانس سیکرٹری اور جناب اورنگ زیب ملک کو سیکرٹری اطلاعات منتخب کیا گیا.

۱۹۔ اگست ۱۹۹۶ء کے اجلاس میں عالمی رابطہ ادب اسلامی پاکستان کی ''مجلس عاملہ'' نے ۲۴۔۲۵ اکتوبر ۱۹۹۷ء کو حرمین شریفین کے سفرنامے ''جدید تحدیات کے تناظر میں'' کے عنوان سے ایک بین الاقوامی مجلس مذاکرہ (Seminar) منعقد کرانے کا پروگرام بنایا۔ اس کی اطلاع صدر دفتر (لکھنو) کو بھی دی گئی۔ وہاں سے منظوری آنے کے بعد اس پر کام شروع کر دیا گیا۔

شروع شروع میں تو یہ کام بہت آسان دکھائی دیا، لیکن جوں جوں سیمینار کا وقت قریب آتا گیا تو پتہ چلا کہ بین الاقوامی مجلس مذاکرہ کا اہتمام کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ بہر حال مخلص احباب اور مہربان دوستوں کے تعاون سے یہ مرحلہ آسان ہو گیا۔ ایسے مخلص احباب اور معاونین میں ۔۔۔ چوہدری محمد الیاس (حلیب دودھ پاکستان کے مالک)، ڈاکٹر اعجاز احمد قریشی (مدیر اردو ڈائجسٹ)، میاں احمد حسن صاحب (سابق صدر چیمبر آف کامرس لاہور)، جناب جاوید طفیل صاحب (مدیر اعلیٰ نقوش، لاہور)، ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی (مہتمم جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو، لاہور)، میجر زبیر قیوم (مینیجنگ ڈائریکٹر بی۔ جے پائپ انڈسٹریز، لاہور)، ڈاکٹر انوار احمد صدیقی (وائس چانسلر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد) اور میاں توصیف پراچہ (پراچہ انڈسٹریز، لاہور) وغیرہ شامل ہیں.

انتظامی امور میں ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، مولانا فضل الرحیم، ڈاکٹر تحسین فراقی، میاں احمد حسن، مولانا ارشد عبید (ناظم اعلیٰ جامعہ اشرفیہ، مسلم ٹاون) اور مولانا محمد اکرم کاشمیری ناظم جامعہ اشرفیہ کے تعاون اور سرپرستی کا اعتراف نہ کرنا احسان فراموشی ہو گی۔ اس کے علاوہ ہم ان تمام دوستوں، مہربانوں اور معاونین کے شکر

گزار ہیں جنھوں نے اس پروگرام کی تکمیل میں ہمارا ہاتھ بٹایا اور اس علمی مذاکرے کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔

علاوہ ازیں اس وقت کے صدر مملکت جناب سردار فاروق احمد خان لغاری، وزیر اعلیٰ پنجاب جناب میاں شہباز شریف، وفاقی وزیر امور برائے مذہبی امور راجہ محمد ظفر الحق اور گورنر پنجاب جناب شاہد حامد بھی ہمارے شکریئے کے مستحق ہیں، جنھوں نے اس علمی مذاکرے کی مختلف نشستوں کی صدارت کی۔

یہ انتہائی احسان فراموشی ہوگی، اگر اس شخصیت کا ذکر نہ کیا جائے جن کی ذات نے اس پورے سیمینار کی کامیابی میں کلیدی کردار ادا کیا، یہ شخصیت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم، کی ہے۔ مولانا نے علالت اور جسمانی نقاہت کے باوجود ہماری جس طرح عزت افزائی فرمائی، اس کے لیے ہم سب تہہ دل سے ان کے ممنون ہیں۔ مولانا کے نواسے ندوۃ العلماء لکھنو اور عالمی رابطہ ادب اسلامی کے ناظم اعلیٰ مولانا سید محمد رابع اور البعث الاسلامی لکھنو کے مدیر اعلیٰ مولانا سید واضح رشید ندوی بھی ہمارے دلی شکریئے کے مستحق ہیں، جن کی ذاتی توجہ اور عنایت سے ہمارے لیے اس علمی مذاکرے کا اہتمام ممکن ہو سکا۔ اس کے علاوہ ہم ان تمام اہل علم و فضل کے مشکور ہیں، جنھوں نے اپنے خرچ پر دور دراز کا سفر کیا اور ہماری دعوت پر لاہور تشریف لائے، خدا تعالیٰ انہیں اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔

سیمینار کی کل چھ نشستیں ہوئیں، جو بحمد اللہ بہت کامیاب رہیں اور ان میں کراچی تک کے لوگوں نے اپنے خرچ پر شرکت کی۔ ان نشستوں اور ان میں پڑھے گئے مقالات کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

عالمی رابطہ ادب اسلامی، پاکستان کی مجلس عاملہ بڑی سنجیدگی کے ساتھ اپنا ایک سہ ماہی مجلّہ شائع کرنے پر غور کر رہی ہے، ہمیں امید ہے کہ یہ شمارہ اس کے لیے نقطہ آغاز ثابت ہو گا.

(ڈاکٹر محمود الحسن عارف)
سیکرٹری جنرل
عالمی رابطہ ادب اسلامی پاکستان، لاہور.